روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 11۔اکتوبر 2014ء 15ذوالحج 1435ہجری 11۔اخاء 1393ہش جلد 64-99 نمبر 230

وقفہ وقفہ سے وعظ

حضرت ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو ہمیں وعظ کیا کرتے تھے۔ایک شخص نے آپ سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ کیا کریں۔فرمایا:

جو بات مجھے روکتی ہے یہ ہے کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہاری اکتاہٹ کا موجب بنوں۔اس لئے میں وقفہ دے کر وعظ کرتا ہوں جس طرح رسول کریم ﷺ وقفہ وقفہ کے بعد وعظ فرماتے تھے اس خیال سے کہ ہم کہیں اکتا نہ جائیں۔

(صحیح بخاری کتاب العلم باب من جعل لاهل العلم حدیث نمبر:68)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قیام سیالکوٹ میں ماموروقت کا دربارعام:

حضرت حافظ محمد حیات صاحب رقمطراز ہیں۔

’’ایک دن حکیم حسام الدین صاحب نے عرض کیا کہ بہت سے لوگ دیدار فیض اثر سے محروم جاتے ہیں۔5,4 بجے شام کا وقت تھا۔حضور کوایک شاہ نشین پر بٹھایا گیا اور لوگ دور سے دیدار کرتے اور نیچے سے گزر جاتے تھے۔لیکن میں حسن ظن کی نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ نظارہ جہاں سینکڑوں اشخاص مشتاق دیدار و جمال ہوں۔حضور کا چہرہ مبارک چودھویں کا چاند دکھائی دیتا تھا۔ہندوسکھ وغیرہ دیدار کرکے خوش ہورہے تھے۔مجھے معاً خیال آیا کہ امریکہ والے سچے ہیں۔جنہوں نے حضور کا فوٹو مانگا اور فوٹو دیکھ کر اکثروں نے رائے لگائی۔کہ یہ مونہہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔‘‘

(الحکم 28جون 1938ء صفحہ 7)

کمال تقویٰ:

حضرت مولوی فضل محمد صاحب آف ہرسیاں تحریر فرماتے ہیں۔

’’ایک دفعہ حضور سیر کو جارہے تھے۔راستہ میں ایک کیکر کا درخت گرا ہوا تھا۔لوگ اس سے مسواکیں بنانے لگے۔جب حضور واپس تشریف لائے اس وقت حضور نے دیکھا کہ بعض دوست مسواک بنانے میں مشغول تھے۔حضور نے فرمایا۔

آپ لوگ کس کی اجازت سے مسواکیں بنارہے ہیں۔

سب نے اسی وقت مسواکیں پھینک دیں۔یہ حالت تھی اس تقویٰ کی۔اور یہ وہ رنگ تھا جو حضور جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ایک گرے ہوئے درخت کی مسواک اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لینا بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔‘‘

(الحکم 21جنوری 1935ء صفحہ 4)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا تھا۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحب یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہوگیا۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیرّ دوستوں کو تحریک کرکے آٹے کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً 500 فیملیز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔خوردونوش 2۔تعلیمی اخراجات 3۔بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔جس پر کل 20 لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہورہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔اس کے باعث دفتر ہٰذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیرّ حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

مکرم سید حسین احمد صاحب

نہر پاناما۔ قرآن کی صداقت کا نشان

15/اگست 2014ء کو مشہور پاناما نہر کی تعمیر کے 100 سال پورے ہونے پر ایک بڑی تقریب منعقد کی گئی۔

یہ نہر فن تعمیر کا شاہکار ہے، جس نے عالمی تجارت کو تبدیل کر دیا، یہ بحراوقیانوس اور بحرالکاہل کو ملاتی ہے۔جس کے ذریعے سمندری جہازوں کو جنوبی امریکہ کے لمبے اور خطرناک سفر کے فاصلے کی طوالت کو کم کر کے 14,000 کلومیٹر سے 8,000 کلومیٹر کر دیا۔ یہ نہر دنیا کی کل بحری تجارت کے پانچ فیصد کی گزرگاہ ہے۔اور روزانہ 35 بحری جہاز اس نہر کو عبور کرتے ہیں۔اس نہر کی کل لمبائی 80 کلومیٹر ہے۔

مصر کی نہر سویز اس نہر سے زیادہ وسیع ہے۔آج کل نہر سویز کے متوازی ایک اور نہر کے منصوبے پر کام شروع ہو چکا ہے۔اس کے اخراجات کا تخمینہ چار بلین ڈالر لگایا جا سکتا ہے۔نگارا گویا جو پاناما ملک کا ہمسایہ ہے اس نے بھی ایک نئی نہر کے منصوبے پر کام شروع کر دیا ہے۔ جو چینی حکومت کی امداد سے چالیس بلین ڈالر کی کثیر رقم سے تیار کی جائے گی۔ یہ مجوزہ نہر دیو قامت بحری جہازوں کی گزرگاہ ہوگی جن کو موجودہ پاناما نہر سنبھال نہیں سکتی۔اس مقابلے کی پیش بندی کے لئے پاناما کی حکومت، نہر کو تین گنا وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس پر 5.3 بلین ڈالر خرچ آئے گا اور پانچ ہزار کی بجائے پندرہ ہزار جہاز سالانہ گزر سکیں گے۔ یہ توسیع جنوری 2016ء تک مکمل ہو جائے گی۔

چند تاریخی حقائق

سب سے پہلے 1880ء میں فرانس کی حکومت نے پاناما نہر کے منصوبے کا آغاز کیا تھا۔تاہم مختلف بیماریوں اور امراض کا حملہ، انجینئرنگ میں عدم مہارت اور مالی مشکلات کے باعث یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا۔1904ء میں امریکہ نے اس منصوبے کو اپنے کنٹرول میں لے لیا اور اپنے بحری جہاز پاناما کی کولمبیا سے علیحدگی کی پشت پناہی کرتے ہوئے بھجوا دیے اور پاناما کے ساتھ ایک معاہدہ کے تحت نہر کا کنٹرول سنبھال لیا۔اس منصوبے کی تکمیل کے مراحل میں 27,000 مزدوروں نے جان کا نذرانہ دیا۔اکثر اموات ملیریا یا کالے یرقان سے ہوئیں۔ نہر کے قریب ایک فرانسیسی قبرستان ان ہلاک شدگان کی یادوں کو تازہ کرنے کے لئے موجود ہے۔اکثر مزدور فرانس، چین، لاطینی امریکہ اور خاص طور پر جمائیکا سے تھے۔

امریکہ نے اس منصوبے کی تکمیل کے لئے بڑی تیزی سے کام کیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار مزدور اس کام میں جھونک دیئے۔جس کی تکمیل 15/اگست 1914ء میں ہوئی۔

اس انتہائی حساس آبی گزرگاہ کے امریکی کنٹرول پر لاطینی امریکہ کے ممالک نے شدید برہمی کا اظہار کیا۔1977ء میں امریکی صدر جمی کارٹر اور پاناما کے صدر کے مابین معاہدہ طے پایا اور یہ نہر 31 دسمبر 1999ء میں واپس پاناما کے کنٹرول میں دے دی گئی۔

اقتصادی فوائد

اس نہر کے ذریعے پاناما میں اقتصادی خوشحالی کے دروازے کھل گئے۔ سالانہ آمد ایک بلین ڈالر ہے۔جو حکومتی آمد کا دس فیصد ہے۔ یہ نہر دس ہزار افراد کو ملازمت بھی فراہم کرتی ہے۔پاناما اس علاقے کا سب سے زیادہ ترقی پذیر ملک ہے جس کی مجموعی پیداوار 8.4 فیصد ہے۔مقابلتاً پاکستان کی پیداوار 4 فیصد سے بھی کم ہے۔

نہر پاناما بطور نشان صداقت

نہر پاناما کی تعمیر قرآن کریم کی صداقت کا عظیم نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے 1400 سال پہلے مسیح موعود کی آمد کی علامات کے طور پر اس کو بیان فرمایا ہے۔سورۃ الرحمٰن آیات نمبر 20 تا 23 میں ہے:۔

ترجمہ:''اس نے دو سمندروں کو اس طرح چلایا ہے کہ وہ ایک وقت میں مل جائیں گے۔سر دست ان کے درمیان ایک پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے میں داخل نہیں ہو سکتے۔ان دونوں سمندروں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔''

حضرت مصلح موعود ان آیات کی تفسیر فرماتے ہیں:''اس میں نہر سویز اور نہر پاناما کی پیشگوئی ہے۔ دو سمندر قریب قریب ہیں لیکن ان کے درمیان خشکی ہے۔ایک دن وہ مل جائیں گے۔ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں سویز اور پاناما سے بکثرت نکلتی ہیں اور دونوں نے بحیرہ قلزم اور روم کو ایک طرف ملا دیا ہے اور دوسری طرف بحراوقیانوس اور بحرالکاہل کو ملا دیا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 712)

سورۃ التکویر آیت 7 میں ہے:''اور جب دریاؤں کے پانیوں کو نکال کر دوسرے دریاؤں یا نہروں میں ملا دیا جائے گا۔''

سورۃ الانفطار آیت 4 میں ہے:''اور جب سمندر پھاڑ کر ملا دیے جائیں گے۔''

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:''یعنی بڑی بڑی آبنائیں بنا دی جائیں گی جیسے آبنائے پاناما اور آبنائے سویز۔'' (تفسیر صغیر صفحہ 208)

یہ تمام علامات اس زمانے میں پوری ہو رہی ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے ان آیات کی ایک منفرد طور سے روحانی تفسیر بھی بیان فرمائی ہے۔''عیسائی اپنی ترقی کے زمانے میں سمندروں کو پھاڑ کر آپس میں ملا دیں گے......دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ بحر اس جگہ وسیع علم رکھنے والے انسان کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔یعنی جس وقت مسیحی پادریوں کی طرف سے کثرت سے فسق و فجور منسوب کیا جائے گا گویا ادھر عیسائیت دنیا پر غالب آئے گی اور شرک کی تعلیم لوگوں میں پھیلا دے گی اور دوسری طرف کلیسیا بالکل گندی ہو جائے گی۔گویا جسمانی لحاظ سے اس کے یہ معنی ہونگے کہ وہ سمندروں کو پھاڑیں گے اور روحانی لحاظ سے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کلیسیا بالکل خراب ہو جائے گی۔''

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 252 سورۃ الانفطار)

حضرت مصلح موعود مزید فرماتے ہیں......

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو قیامت کو اس طرح معلوم کرنا چاہے جس طرح آنکھوں دیکھی چیز، اسے سورۃ التکویر سے شروع ہونے والی سورتیں پڑھنی چاہئیں۔''

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 189 بحوالہ روح المعانی)

حضرت اقدس مسیح موعود اپنی کتاب شہادت القرآن روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 318 میں فرماتے ہیں:''اور جب سمندر پھاڑ کر ملا دئے جائیں گے۔'' (ترجمہ سورۃ الانفطار آیت نمبر 4)

اور جس وقت دریا چیرے جاویں گے یعنی زمین پر نہریں پھیل جائیں گی اور کاشتکاری کثرت سے ہو گی۔''

پھر صفحہ 320 میں فرماتے ہیں:''پھر چھٹی علامت نہروں کا نکلنا ہے۔''

آگے صفحہ 321 پر فرماتے ہیں:''اور علاوہ ان آیات کے قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جو اس آخری زمانے اور مسیح موعود کے آنے پر دلالت کرتی ہیں۔''

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب اعجاز المسیح میں فرماتے ہیں:''ہماری خاطر زمین شدت سے ہلا دی گئی۔پس اس نے بوجھ کو باہر نکال دیا اور نہریں جاری کر دی گئیں اور دریا خشک ہو گئے۔''

(اعجاز المسیح اردو ترجمہ صفحہ 120)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس نشان صداقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆............☆............☆

اندھیری راتوں کی دعائیں

آنحضرت ﷺ کی اصلاح عظیم کا تذکرہ حضرت مسیح موعود خوبصورت اور دلنشیں الفاظ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔''

(برکات الدعا۔روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

خوشبو سے معطر دلبر

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب پہلی بار 1905ء میں قادیان آئے اور بیعت کی دوسری بار آپ بر موقعہ جلسہ سالانہ 1907ء قادیان تشریف لائے آپ بیان کرتے ہیں کہ''اس نار عشق کا شعلہ پھر بھڑکا جس نے دو سال بعد 1907ء میں بر موقعہ جلسہ سالانہ مجھے اپنے محبوب کے پاس پہنچا دیا جہاں میرے جیسے سینکڑوں دیوانے موجود تھے ایک سے ایک بڑھ کر اس نور کے پتلے پر فدا نظر آتا تھا۔جہاں مجھے اپنی بے مائیگی صاف صاف نظر آنے لگی اور اپنا عشق ہیچ معلوم ہونے لگا مگر وہ دادار جس کی نظر دلوں پر ہے ہر دل کی کیفیت کو خوب جانتا ہے میرے دل نے خواہش کی کہ حضور سیدنا مسیح پاک کو دور سے تو دیکھ لیا ہے مگر نزدیک بیٹھ کر دیکھنے کا موقعہ مل جائے تو کیا خوش قسمتی ہے ابھی اس خیال ہی میں (بیت) اقصیٰ کے آخری حصہ میں نماز جمعہ کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ وہ چاند سے مکھڑے والا خوشبو سے معطر دلبر آتا ہے اور عین میرے بھائی حافظ ملک محمد صاحب کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اور میں شکر مولیٰ میں لگ جاتا اور حیرت میں پڑ جاتا ہوں۔''

(رفقاء احمد جلد 8 صفحہ 101)

درخواست دعا

۞ مختلف جگہوں پر بعض احمدی افراد مختلف مقدمات میں ملوث ہیں ان افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ....مطبع: ضیاء الاسلام پریس ....مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ....قیمت 5 روپے

مکرم بریگیڈیئر (ر) دبیر احمد صاحب پیر

غزوات وسرایا ہجرت سے غزوہ بدر تک

اجازت برائے جہاد بالسیف

رسول پاکؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد بالسیف کی اجازت صفر 2 ہجری میں ملی گو کہ اس اجازت کے ساتھ بھی بہت سی شرائط تھیں۔ بنیادی طور پر مسلمانوں کو صرف اپنے دفاع میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت ملی تھی۔

ابتدائی لڑائیاں

ہجرت سے غزوہ بدر تک کے درمیانی عرصہ میں 4 غزوات اور 4 سرایا ہوئے۔ اس طرح کل 8 مہمات ہوئیں۔ اس عرصہ میں مسلمان تعداد، مالی حالت اور ہتھیاروں وغیرہ میں بہت کمزور تھے۔ جبکہ ان کے دشمنوں کی مشترکہ طاقت ان سے بہت زیادہ تھی۔

ان غزوات وسرایا کے مقاصد

مختلف قبائل سے معاہدے: آپؐ نے مدینہ کے اردگرد آباد قبائل اور خاص طور پر ان قبائل سے جو کہ مکہ سے شام کے راستے پر آباد تھے معاہدے کئے تاکہ جنگ کی صورت میں قریش ان قبائل سے مسلمانوں کے خلاف مدد نہ لے سکیں۔

خبر رسانی (Intellegence): ایک بڑا مقصد دشمن کی نقل وحرکت (movement) اس کی تعداد (strength) اور ارادے (intention) کے بارے میں معلومات لینا بھی تھا تاکہ کسی بھی خطرے کی صورت میں بروقت اطلاع (early warning) مل سکے اور دشمن مدینہ پر اچانک اور بےخبری میں حملہ نہ کر سکے۔

مدینہ کے اردگرد کے علاقے کو زیر اثر (dominate) کرنا دستوں (troops) کی حرکت (physical movement) کے ذریعے مدینہ کے اردگرد کے علاقے کو زیر اثر کرنا تاکہ علاقے کے لوگوں اور دشمن کو پتہ رہے کہ مسلمان چوکس ہیں۔ اسی طرح دشمن کی آزادانہ نقل وحمل (movement) پر نظر رکھنا (monitor) اور ضرورت پڑنے پر اسے روکنا۔ اس سلسلے میں آپؐ مدینہ کے اطراف میں چھوٹی چھوٹی خبر رساں پارٹیاں روانہ کرتے تھے۔

مکہ سے شام جانے والے راستوں کو زیر اثر (dominate) کرنا۔ ان راستوں کو زیر اثر کرنے کا مقصد قریش کے تجارتی قافلوں پر کڑی نظر رکھنا تھا کیونکہ

1۔ یہ قافلے ہمیشہ مسلح ہوتے تھے اور ان کا مدینہ کے اتنے قریب سے گزرنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

2۔ یہ قافلے جہاں سے گزرتے تھے مسلمانوں کے خلاف عداوت کی آگ لگاتے جاتے تھے۔

3۔ قریش کے تجارتی قافلوں کا نفع بسا اوقات اسلام کو مٹانے کی کوشش میں صرف ہوتا تھا اور بعض قافلے خصوصیت کے ساتھ اسی غرض سے بھیجے جاتے تھے۔

4۔ قریش کا گزارہ زیادہ تر تجارت پر تھا۔ اس لئے موجودہ حالات میں انہیں زیر کرنے، ظالمانہ کارروائیوں سے روکنے اور صلح پر مجبور کرنے کے لئے یہ اقدام نہایت ضروری تھے۔

غزوات وسرایا کی تفصیل

اس عرصہ میں 4 غزوات اور 4 سرایا ہوئے (8 مہمات) ان مہمات کی تاریخوں اور دشمن کی تعداد کے بارے میں مکمل اور درست معلومات مہیا نہیں ہیں۔

سریہ حمزہؓ

اس مہم کو رسول پاکؐ نے ربیع الاول 2 ہجری کو روانہ فرمایا اور اس کی کمان حضرت حمزہؓ کے سپرد کی۔

مسلمان	30 شتر سوار
کمانڈر	حضرت حمزہؓ
کفار	300 قریش سوار
کمانڈر	ابوجہل

رسول پاکؐ نے اطلاع ملنے پر حضرت حمزہؓ کی قیادت میں 30 شتر سواروں کا دستہ علاقہ عیص جو کہ مشرق کی سمت بحیرہ احمر کے ساحل پر واقعہ ہے بھجوایا۔ جب یہ دستہ وہاں پہنچا تو انہوں نے قریش کے 300 سواروں کو وہاں پر ابوجہل کی قیادت میں موجود پایا۔ دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو وہاں کے مقامی رئیس نے جس کے دونوں فریقین سے تعلقات تھے نے بھرپور کوشش کر کے لڑائی نہ ہونے دی۔ قریش کے لشکر کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف ہے کہ یہ تجارتی قافلہ تھا کہ صرف لشکر تھا۔ اس طرح دونوں فریق بغیر لڑائی کے واپس چلے گئے۔

سریہ عبیدہ بن حارثؓ

اس مہم کو رسول پاکؐ نے ربیع الاول 2 ہجری کو روانہ فرمایا اور اس کی کمان حضرت عبیدہ بن حارثؓ کے سپرد کی۔

تعداد مسلمان	60 شتر سوار مہاجرین
کمانڈر	حضرت عبیدہ بن حارثؓ
تعداد کفار	قریش 200 سوار
کمانڈر	عکرمہ بن ابوجہل

رسول پاکؐ نے اطلاع ملنے پر حضرت عبیدہ بن حارثؓ کی قیادت میں 60 شتر سواروں کا دستہ علاقہ رابغ جو کہ مشرق کی سمت بحیرہ احمر کے ساحل پر واقع ہے بھجوایا۔ جب یہ دستہ ثنیۃ المرۃ کے علاقے میں پہنچا تو انہیں پتہ چلا کہ وہاں پر قریش کے 200 مسلح جوان عکرمہ بن ابوجہل کی قیادت میں بیٹھے ہیں۔ وہاں پر فریقین کے درمیان تیروں کا تبادلہ ہوا۔ مشرکین پیچھے ہٹ گئے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہیں کیا۔ اس واقعے کے بعد مشرکین کے لشکر سے دو آدمی بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آ ملے۔ گو کہ یہ تجارتی قافلہ نہیں تھا لیکن اس کے اصل ارادے کا علم نہیں ہو سکا۔

غزوہ بواط

اس مہم پر رسول پاکؐ ربیع الثانی 2 ہجری کو قریش کی طرف سے خبر ملنے پر ایک جماعت (مؤرخین 200 صحابہ بھی لکھتے ہیں) لے کر نکلے۔ آپؐ نے بواط تک کا سفر کیا لیکن قریش سے سامنا نہ ہوا۔ بواط سے آپؐ نے واپسی کا فیصلہ فرمایا۔

غزوہ ذی عشیرہ

یہ مہم رسول پاکؐ جمادی الاول 2 ہجری کو لے کر نکلے۔

تعداد۔ مہاجرین کی ایک جماعت

رسول پاکؐ مدینہ سے نکل کر مختلف اطراف کے چکر کاٹ کر ساحل سمندر پر عشیرہ کے مقام پر پہنچے لیکن قریش سے مقابلہ نہ ہوا۔ اس علاقے کے قبیلے بنومدلج سے آپؐ نے معاہدہ کیا جس کے بعد اسلامی لشکر مدینہ واپس چلا گیا۔

معاہدے کی شرائط یہ تھیں۔

دونوں فریق ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے۔

ایک دوسرے کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔

جب بھی کسی فریق کو مدد کیلئے بلایا جائے گا وہ فوری طور پر آنے کا پابند ہوگا۔

نوٹ: اسی غزوہ کے دوران سریہ سعد بن ابی وقاصؓ روانہ ہوا۔

سریہ سعد بن ابی وقاصؓ

اس مہم کو رسول پاکؐ نے مؤرخین کے مطابق غزوہ ذی عشیرہ کے دوران یا اس کے فوری بعد جبکہ ابھی مسلمان واپس نہیں گئے تھے جمادی الاول 2 ہجری کو روانہ فرمایا اور اس کی کمان حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سپرد کی۔

تعداد مسلمان۔ 8 یا 20 مہاجرین

رسول پاکؐ کو خبر ملی کہ کفار کی طرف کچھ حرکت وغیرہ ہو رہی ہے۔ آپؐ نے فوری طور پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو 20 / 8 سواروں کا امیر مقرر کر کے قریش کی خبر رسانی کے لئے خراء خرار کی طرف روانہ کیا۔ اس مہم کے دوران کوئی واقعہ پیش نہیں آیا اس طرح یہ دستہ واپس مرکز آ گیا۔

غزوہ ودان / ابواء

یہ مہم رسول پاکؐ صفر 2 ہجری کو لے کر نکلے۔

تعداد۔ مہاجرین کی ایک جماعت

رسول پاکؐ مدینہ سے نکل کر ودان کے علاقے میں پہنچے لیکن قریش سے مقابلہ نہ ہوا۔ اس علاقے کے قبیلے بنوضمرہ سے آپؐ نے معاہدہ کیا اور اسلامی لشکر مدینہ واپس چلا گیا۔

معاہدے کی شرائط یہ تھیں۔

دونوں فریق ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے۔

ایک دوسرے کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔

جب بھی کسی فریق کو مدد کیلئے بلایا جائے گا وہ فوری طور پر آنے کا پابند ہوگا۔

غزوہ سفوان

اس مہم پر رسول پاکؐ جمادی الثانی 2 ہجری کو قریش کی ایک جارحانہ کارروائی کے جواب میں صحابہ کی ایک جماعت لے کر نکلے۔

تعداد مسلمان مہاجرین کی جماعت (80 صحابہ)

قریش تھوڑی سی نفری

گو کہ رسول پاکؐ نے مدینہ میں مسلسل alert (ہوشیار) رہنے کی پالیسی اپنائی ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود مکہ کے ایک رئیس کرز بن جابر فہری نے قریش کے ایک دستے کے ساتھ مدینہ کی چراگاہ پر جو کہ شہر سے صرف 3 میل پر تھی اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کر چلا گیا۔ جیسے ہی آپؐ کو اطلاع ہوئی آپؐ نے فوری طور پر حضرت زید بن حارثہؓ کو اپنے پیچھے مدینہ کا امیر مقرر کیا اور مہاجرین کی ایک جماعت لے کر ان کا پیچھا کیا۔ اسلامی دستے نے قریش کا سفوان تک جو کہ بدر کے نزدیک ایک جگہ ہے پیچھا کیا مگر وہ نکل چکے تھے۔ اس غزوہ کو بدر الاولیٰ بھی کہتے ہیں۔

قریش کے ممکنہ مقاصد

مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے انہیں نقصان پہنچانا لیکن انہیں ہوشیار دیکھ کر اونٹ چرا کر چلے گئے۔

مسلمانوں پر حملے کر کے انہیں اقتصادی طور پر تباہ کر دیا جائے۔

مسلمانوں کو باور کروایا جائے کہ وہ safe نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا۔

سریہ عبداللہ بن جحشؓ

یہ مہم رسول پاکؐ نے رجب/شعبان (مہینے کا شک ہے) 2 ہجری میں بھجوائی۔

تعداد۔ مسلمان 8 مہاجرین جن کا تعلق قریش کے مختلف قبائل سے تھا۔

کمانڈر حضرت عبداللہ بن جحشؓ

قریش 4

کارروائی یہ مہم رسول پاکؐ نے بظاہر قریش کی حرکات پر نظر رکھنے اور ضروری معلومات فوری طور پر پیچھے روانہ کرنے کے لئے بھجوائی تھی (خبر رسانی)۔

آپؐ عام طور پر سیکیورٹی کے مدنظر اسلامی لشکر کے رخ اور ہدف کے بارے میں معلومات secret رکھتے تھے۔ جب یہ دستہ مدینہ سے روانہ ہوا تو اس کے امیر حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے علم میں بھی نہیں تھا کہ انہوں نے کہاں جانا ہے اور وہاں پہنچ کر کیا کرنا ہے۔ رسول پاکؐ نے انہیں operational instructions ایک بند خط کی صورت میں دیں اور ہدایت فرمائی کہ دو دن کی مسافت کے بعد اسے کھولنا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ دستہ مدینہ سے روانہ ہوا اور دو دن کی مسافت کے بعد جب انہوں نے خط کھولا تو پتہ چلا کہ انہیں وادی نخلہ جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان واقعہ ہے جانے کا حکم ہوا ہے۔ چونکہ یہ مشکل mission تھا اس لئے آپؐ نے ہدایت فرمائی تھی کہ دستے میں سے جو شخص بھی واپس جانا چاہے اسے اس کی اجازت ہو گی۔ دستے کے کسی رکن نے بھی واپسی کا ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ اس فیصلے کے بعد یہاں سے دستہ اپنے مشن کے لئے روانہ ہوا۔ دوران سفر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور عتبہ کا اونٹ کہیں گم ہو گیا لیکن معاملہ اس وقت زیادہ گھمبیر صورت اختیار کر گیا جب اس کو تلاش کرتے ہوئے یہ دونوں بھی کھو گئے۔ اس دستے میں اب چھ لوگ رہ گئے تھے۔ جب وہ لوگ واپس نہیں آئے تو دستہ دوبارہ آگے روانہ ہوا۔ Operational area کے قریب پہنچ کر دستے کے تمام لوگوں نے اپنے اپنے سر منڈوائے تا کہ دیکھنے والوں کو یہ ظاہر ہو کہ یہ لوگ عمرہ کرنے کی غرض سے جا رہے ہیں اس طرح کسی کو ان پر شک نہ ہو گا۔ چند دنوں کے بعد ان کا قریش کے ایک چھوٹے سے قافلے سے آمنا سامنا ہو گیا۔ عرب کے قدیم دستور کے مطابق رجب کے مہینے میں لڑائی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ اسلامی دستے کو مہینے کے بارے میں شک ہو گیا کہ رجب گزر چکا ہے اور شعبان شروع ہے۔ نخلہ کی وادی حرم کے علاقے کی حد پر واقع تھی اس لئے اگر قافلہ چل پڑتا تو یقینی طور پر حرم کے علاقے میں داخل ہو جاتا جس کی حرمت پھر یقینی تھی۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی دستے کے کمانڈر نے قریش کے قافلے پر فوری حملے کا فیصلہ کیا۔ تا کہ قافلے کے لوگوں کو جو کہ تعداد میں 4 تھے مار دیا جائے یا پھر انہیں قیدی بنا کر ساتھ لے جائیں۔ حملے میں دشمن کا ایک آدمی مارا گیا، 2 آدمی قید ہو گئے اور ایک آدمی بھاگ گیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے قافلے کے سامان پر بھی قبضہ کر لیا۔ اب انہیں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں بھاگا ہوا آدمی اپنے لوگوں کو اطلاع نہ کر دے۔ چونکہ دستے کی تعداد کم تھی اور انہوں نے قیدیوں کے علاوہ سامان پر بھی قبضہ کیا ہوا تھا اور کسی ہنگامی صورت میں سب کچھ سنبھالنے میں بہت مشکل پیش آ سکتی تھی اس لئے انہوں نے واپس مدینہ جانے کا فیصلہ کیا۔ آپؐ کو جب تمام واقعات کا علم ہوا تو آپؐ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا کیونکہ دستے کو نہ تو حرم کے علاقے میں اور نہ ہی اس مہینے میں لڑنے کی اجازت دی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد قریش کے لوگ اپنے قیدیوں کو چھڑوانے کے لئے آئے لیکن چونکہ ابھی تک مسلمانوں کے کھوئے ہوئے لوگ واپس نہیں پہنچے تھے اس لئے آپؐ نے ان کی واپسی تک انہیں چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چند دنوں کے بعد جب وہ لوگ واپس پہنچ گئے تو آپؐ نے قریش کے قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ ان میں سے ایک آدمی آپؐ سے اس قدر متاثر ہوا تھا کہ اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور مسلمان ہو گیا۔

تجزیہ (Analysis)

غزوہ بدر تک کے تمام غزوات و سرایا میں صرف مہاجرین نے شرکت کی۔

افواج کا موازنہ اس عرصہ میں ہونے والے تمام غزوات و سرایا جن میں دونوں اطراف کی تعداد کے بارے میں معلومات موجود ہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمومی طور پر ان مہمات میں مسلمانوں کی تعداد ہمیشہ اپنے مدمقابل سے کم رہی ہے۔

خلاف توقع کام کا عنصر (Element of surprise) سوائے ایک موقع کے جس میں قریش نے سرپرائز حاصل کیا اور وہ مدینہ کے نزدیک ایک چراہ گاہ سے مسلمانوں کے جانور لوٹ کر لے گئے۔ عمومی طور پر مسلمانوں نے اپنی پسند کی جگہ اور وقت پر قریش کا سامنا کیا۔

ہمت، حوصلہ اور عزم (Morale & Faith) ان عناصر سے فوج کی ضبط نفس، استقلال اور تکلیف برداشت کرنے کی طاقت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ ان تمام عناصر میں مسلمان رسول پاکؐ کی قیادت کے سبب قریش سے بہت superior ہو گئے تھے۔

چونکہ مدینہ مکہ اور شام کے راستے پر واقع ہے اس لئے اس عرصے کی تمام غزوات و سرایا کی locations سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول پاکؐ دشمن کو ہمیشہ مدینہ سے زیادہ سے زیادہ دور رکھنا چاہتے تھے۔

آپؐ نے مدینہ میں establish ہوتے ہی لوکل قبائل اور خاص طور پر وہ قبائل جو کہ مکہ سے شام کے راستے پر تھے سے معاہدے کئے تا کہ دشمن ان سے مسلمانوں کے خلاف مدد نہ لے سکیں۔ بعد کے حالات سے ان معاہدوں کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مسلمانوں کی جارحانہ حرکات (agressive movements) کے سبب قریش کی شام کی طرف جانے والی (line of Communication) غیر محفوظ (vulnerable) ہو گئی تھی جس کا ان پر بہت زیادہ نفسیاتی اثر تھا۔

حکمت عملی (Strategy): غزوہ بدر سے پہلے کے عرصہ میں رسول پاکؐ نے تین شاخہ

باقی صفحہ 6 پر

حاصل مطالعہ۔ اخبارات و رسائل کے مفید اقتباسات

اپنی تین انگلیاں چیک کر لیں

وسعت اللہ خان اپنے کالم دل کی بات میں لکھتے ہیں۔

اگر آپ کو یاد ہو؟ کوئی چار برس پہلے اسلام آباد کی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے نئے کیمپس میں ایک ہی دن میں دو خودکش حملے ہوئے تھے جن میں چھ طلباء و طالبات جاں بحق اور 37 زخمی ہوئے۔ پہلا دھماکہ فیکلٹی آف شریعہ کے چیئرمین کے دفتر کے باہر ہوا اور دوسرا دھماکہ طالبات کی کینٹین کے دروازے پر اس وقت ہوا جب کینٹین میں پچاس کے لگ بھگ طالبات موجود تھیں۔ مگر ایک خاکروب خودکش حملہ آور سے لپٹ گیا اور اسے گرا لیا اور اسے کینٹین کے اندر جانے نہیں دیا اور خود امر ہو گیا۔ اگلے روز ایک بڑے ٹی وی چینل کی ٹیم ہمارے ہیرو کے گھر گئی۔ اس کے اہل خانہ کی افسردگی ریکارڈ کی اور اپنے مرکزی خبری بلیٹن میں رپورٹ نشر کی۔ اس رپورٹ کا آخری جملہ مجھے قبر تک یاد رہے گا۔

"اگرچہ پرویز مسیح کا تعلق مسیحی برادری سے تھا مگر اس نے حب الوطنی کا ثبوت دیتے ہوئے جان کی قربانی دے کر اسلامک یونیورسٹی کی طالبات کو ایک بہت بڑے ممکنہ جانی نقصان سے بچا لیا۔"

اس جملے میں لفظ "مگر" آج بھی دل میں تیر کی طرح پیوست ہے۔ مگر بیچاری بیس پچیس سال کی رپورٹر کا بھی کیا قصور۔ اسے تو گھر میں اور باہر شعور کی آنکھ کھولنے کے بعد سے مسلسل یہی سننے کو ملا ہو گا نہ کہ صرف ایک مسلمان ہی سچا محبّ ہو سکتا ہے۔ اقلیتیں تو صرف قومی جہیز میں ملی ہیں لہٰذا ان کی حیثیت بھی جہیز کے لوٹے کی سی ہے۔ وہ بھاری لوٹا جو کسی کام کا نہیں ہوتا اور کونے میں پڑا رہتا ہے۔

اور یہی وہ ذہنیت ہے جو بائیس ستمبر کو دیکھنے میں آئی۔ ایک چینل کے خبری بلیٹن میں یہ سرخی جھوم رہی تھی۔

"صفائی کرنے والوں کا صفایا"......

شائد آپ کو 2003ء کی جنگ عراق یاد ہو۔ اس جنگ کو رکوانے کے لئے صرف ایک دن میں سان فرانسسکو سے سڈنی تک ڈیڑھ کروڑ انسان سڑک پر نعرے لگا رہے تھے کہ عراق پر ممکنہ حملے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ لندن میں پندرہ لاکھ افراد کا جلوس نکلا تھا۔ جس میں ہر تیسرے مرد، عورت اور بچے کے ہاتھ میں بش اور ٹونی بلیئر کے خلاف پلے کارڈز تھے۔ میں نے جلوس میں شامل ایک ماں سے پوچھا تھا کہ تم کیوں اپنے چار پانچ سال کے بچے کو فروری کی سردی میں سڑک پر کارڈ تھما کر پیدل چلوا رہی ہو۔ کہنے لگی جب یہ بچہ نہیں رہے گا تب اسے آج کا دن کچھ ذمہ داریاں یاد دلائے گا۔ میں نے پوچھا مگر عراقی تو مسلمان ہیں۔ کہنے لگی انسان بھی تو ہیں......۔

اچھی بات ہے کہ جب سنی مرتے ہیں تو بس سنی نوجوان جلوس نکالتے اور ٹائر جلاتے ہیں۔ جب شیعہ مرتے ہیں تو بس شیعہ لوگ سڑکوں پر احتجاجی دھرنا دیتے ہیں۔ جب ہزارہ مرتے ہیں تو ایک ہفتہ نقطہ انجماد میں ہزارہ ہی لاشوں کے ساتھ کھلے آسمان تلے بیٹھے رہتے ہیں۔ جب احمدی مرتے ہیں تو تدفین کے وقت وہی ایک دوسرے کے گلے لگ کر روتے ہیں۔ جب کرسچن مرتے ہیں تو محض مشن سکول تین دن کے سوگ میں بند ہوتے ہیں۔ باقی محض سائیکلو سٹائل تعزیتی بیانات کے ذریعے مرنے والے سنیوں، شیعوں، احمدیوں اور عیسائیوں کے دکھ میں "برابر" کے شریک ہوتے ہیں اور پھر "ہور سناؤ کی حال چال اے۔ بچے کیسے نیں" میں لگ جاتے ہیں۔

کتنے عجیب ہیں ہم سب۔ جو فلسطینیوں کے المیے پر پی ایل او سے زیادہ حساس ہیں۔ جو برما کے مسلمانوں کے غم میں ڈسٹرب ہو جاتے ہیں۔ جو شام کے المیے پر سینے میں پھانس ہی محسوس کرتے ہیں جو قاہرہ کے قتل عام پر سکتے میں آ جاتے ہیں۔ جنہیں کشمیری مسلمانوں کی چیخیں سونے نہیں دیتیں۔ جنہیں بھارتی مسلمانوں کی زبوں حالی بے کل رکھتی ہے۔ جنہیں چیچنیا کا حال تڑپا تڑپا دیتا ہے۔ جہاں آج بھی مساجد میں اریٹریا کی آزادی کی دعائیں مانگی جاتی ہیں (حالانکہ اریٹریا کو آزاد ہوئے اب برسوں ہو چکے ہیں) مگر کتنوں کو یہ پوچھنا یاد ہے کہ گوجرہ کی عیسائی بستی پر اگست 2009ء میں جو گزری اس کی تحقیقات کہاں تک پہنچی۔ مئی 2010ء میں لاہور میں دو احمدی عبادت گاہوں میں 94 افراد کو مارنے والے اب کس جیل میں ہیں؟ کوئٹہ کے ہزاروں کا شکار کرنے والے کہاں سے آتے اور کہاں جاتے ہیں؟ شاہراہ قراقرم پر بسوں سے اتار کر شیعہ مسافروں کو لٹا کر مار دینے والے کن پہاڑوں میں چھپ گئے۔ دیامیر کے

پہاڑوں میں دس غیر ملکی کوہ پیماؤں کو ہلاک کرنے والے کتنے پکڑ لئے گئے؟

اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کوہاٹی گیٹ پر حملے میں کتنے زندہ بچ گئے۔ ہمیں تو ہماری نصابی کتابوں نے بہت پہلے ہی مار ڈالا۔ کتنے بچے جانتے ہیں کہ پاکستان بنانے والے محمد علی جناح شیعہ خوجہ تھے۔ کس سکول میں یہ پڑھایا جاتا ہے کہ پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کا پہلا سپیکر اور پہلا وزیر قانون و انصاف ایک نچلی ذات کا بنگالی ہندو جوگندر ناتھ منڈل تھا۔ تین سال تک لیاقت کابینہ میں شامل رہا اور پھر دلبرداشتہ ہوکر پاکستان سے ہی چلا گیا۔

کتنے بچوں کو آج بتایا جاتا ہے کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک احمدی سر ظفر اللہ خان تھا جس نے سات برس تک قرارداد مقاصد کے معمار سنی العقیدہ نواب زادہ لیاقت علی خان سے محمد علی بوگرا تک تین حکومتوں میں پاکستانی خارجہ پالیسی کو پائلٹ کیا اور پھر عالمی عدالت انصاف کا پہلا پاکستانی جج بن گیا۔

کیا ہماری نصابی کتابوں میں جسٹس ایلون رابرٹ کارنیلیئس کا ذکر ہے جو ایک دیسی کرسچن تھا اور آٹھ برس تک اسلامی جمہوریہ پاکستان کا چیف جسٹس رہا اور اس نے کیسے کیسے اہم فیصلے کئے؟ اور وہ کس قدر درویش طبیعت تھا جس نے زندگی لاہور کے فلیٹیز ہوٹل کے ایک کمرے میں گزار دی۔

کیا کسی آٹھ دس سال کے بچے نے اس ہزارہ جنرل محمد موسیٰ کا نام سنا ہے جس نے سن پینسٹھ کی جنگ میں پاکستانی بری فوج کی کمان کی؟ اور اسی جنگ میں ایک کرسچن فلائٹ لیفٹیننٹ سیسل چوہدری کو بھارتی فضائیہ کو چنے چبوانے کے اعتراف میں ستارہ جرأت ملا اور کتنی عزت تھی ہم بچوں کے دلوں میں فاتح چونڈہ میجر جنرل عبدالعلی ملک اور فاتح چھمب جوڑیاں میجر جنرل افتخار جنجوعہ شہید کی۔ معاشرتی علوم کے پینسٹھ کی جنگ کے باب میں ان دونوں جنرلوں کے چکنے کاغذ پر بلیک اینڈ وائٹ تصاویر ہوتی تھیں جن میں ایوب خان دونوں کے سینے پر ہلال جرأت ٹانک رہے ہیں۔ جب ایک روز پتہ چلا کہ یہ تو احمدی ہیں تو فوراً سکولی نصاب اور ہم سب کے دلوں سے اتر گئے۔ پھر اس کے بعد باقی مشکوک شخصیات کا بھی سکول کی کتابوں میں داخلہ مرحلہ وار بند ہوتا چلا گیا اور آج الحمدللہ تعلیمی نصاب ہر طرح کی تاریخی آلائشوں سے پاک ہے۔ اس خالص نصاب نے ان لوگوں کو پیدا کیا جن لوگوں نے ان لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جن کے غم میں ہم ہر دوسرے تیسرے روز ''برابر'' کے شریک ہوجاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آئین پاکستان میں سب برابر کے شہری ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول منسوب ہے کہ جب تم ایک انگلی دوسرے کی طرف اٹھاتے ہو تو اسی ہاتھ کی تین انگلیاں تمہاری جانب اشارہ کررہی ہوتی ہیں۔ لہٰذا طالبان اور ان کے ہم نواؤں پر انگلی اٹھاتے ہوئے اپنی تین انگلیاں بھی دیکھ لیجئے گا۔ بہت مہربانی......

(روزنامہ ایکسپریس 24 ستمبر 2013ء)

مظلوم اسلام

جاوید چودھری اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

ہر وہ شخص جو پوری زندگی اپنی سوچ، اپنی فکر، اپنی روٹین، اپنے رویوں اور اپنے معاملات کو مسلمان نہیں کرسکا، جس کی اخلاقیات تک نے کلمہ نہیں پڑھا اور وہ بزور بازو اٹھارہ کروڑ لوگوں پر اسلام نافذ کرنا چاہتا ہے وہ شخص ظالم بھی ہے اور اسلام کا ملزم بھی۔ آپ تصور کیجئے جس ملک میں مسجد سے لوٹے، گلاس اور پنکھے چوری ہو جاتے ہیں، ہم جس میں آج تک کوئی صاف ستھرا استنجہ خانہ نہیں بنا سکے، ہم وضوخانہ ڈیزائن نہیں کرسکے، ہم مولوی کو یہ نہیں سمجھا سکے لاؤڈ سپیکر بھی فضائی آلودگی ہے اور لوگ اس کی وجہ سے اسلام سے دور ہورہے ہیں، ہم آج تک کوئی جدید اسلامی سنٹر نہیں بنا سکے اور جس میں ہم آج بھی تصویر اور ٹیلی ویژن کو حرام قرار دیتے ہیں اور آخر میں چرسی سکندر رائفل لہرا کر حکم دیتا ہے اسلام نافذ کرو، کیا یہ زیادتی نہیں؟ ہم اٹھارہ کروڑ لوگ ہیں اور ملک میں اسلام بھی اٹھارہ کروڑ ہیں، میں اور میرا ہمسایہ دونوں ایک خدا، ایک رسول اور ایک قرآن مجید کو مانتے ہیں لیکن دونوں کا اسلام مختلف ہے اور ہم ایک دوسرے کو کافر بھی سمجھتے ہیں، ہم مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں لیکن میری مسجد، نقوی صاحب کی مسجد، بریلوی صاحب کی مسجد اور دیوبندی صاحب کی مسجد میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ہم ایک خدا کے سامنے سجدے کے بعد ہمسائے کی مسجد اور اس مسجد کے نمازیوں کو کافر قرار دے دیتے ہیں، ہم آج تک یہ فیصلہ نہیں کرسکے اسلام شروع کہاں سے ہوتا ہے مگر ہم اس کے نفاذ کے لئے رائفل لے کر باہر آجاتے ہیں، اسلام سلامتی ہے اور سلامتی اس وقت تک آپ کے دروازے کے اندر پاؤں نہیں رکھتی جب تک آپ کی زبان مسکراہٹ، دل میں وسعت اور دماغ میں برداشت نہیں ہوتی آپ جب تک ہتھیار نیچے نہیں رکھ دیتے اور آپ جب تک دوسرے کے خدا اور عقیدے کو برداشت نہیں کرتے مگر آج تک یہ نہیں سمجھ سکے، نبی اکرمؐ کی حیات مبارکہ 63 برس تھی، آپؐ نے ان 63 برسوں میں سے چالیس برس عام انسان کی حیثیت سے گزارے، آپؐ نے ان چالیس برسوں میں جو کریڈیبلٹی حاصل کی وہ بعثت کے بعد اسلام کا اصل سرمایہ تھی، آپؐ چالیس برس تک دنیا کے جاہل ترین معاشرے میں صداقت امانت، سچائی، شرافت، سادگی، صبر، برداشت، شائستگی اور حیا کاشت کرتے رہے اور جب یہ فصل پک کر تیار ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنا آخری دین اتار دیا، اس وقت آپؐ کی کریڈیبلٹی اس معراج پر تھی کہ اسلام سے انکار کرنے والے لوگ بھی یہ ضرور کہتے تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، یہ صادق بھی ہیں اور امین بھی۔

آپؐ کی کریڈیبلٹی ملاحظہ کیجئے، مکہ کے جاہل، رسول اللہ ﷺ کے کریکٹر کی گواہی دے رہے ہیں، اسلام میں کریکٹر کے چالیس سال پہلے آتے ہیں اور لا الٰہ اللہ بعد میں مگر ہم کریکٹر پر توجہ دینے کی بجائے ایک ہاتھ میں کلاشنکوف لہراتے ہیں، دوسرے ہاتھ سے سگریٹ منہ میں رکھتے ہیں، کیمروں کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں اور پھر اعلان کرتے ہیں ''اسلام نافذ کرو گے تو میں جاؤں گا'' بھائی صاحب! آپ پہلے اپنی ان انگلیوں پر تو اسلام نافذ کرلیں جن میں آپ نے چرس سے بھرا ہوا سگریٹ پکڑ رکھا ہے آپ پہلے اس کندھے پر تو اسلام نافذ کرلیں جس پر آپ نے رائفل لٹکا رکھی ہے اور آپ پہلے ان ہونٹوں پر تو اسلام نافذ کرلیں جن کے ذریعے آپ بے گناہوں کو گالیاں دے رہے ہیں، آپ کو طہارت کا طریقہ تو آتا نہیں مگر اسلام آپ پورا نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ پورے مدینہ شہر میں ایک مسجد تھی مگر ہم نے ہر محلے میں مسجد بنا رکھی ہے اور ہم اس مسجد میں بیٹھ کر دوسرے محلے کی مسجد اور اس کے نمازیوں کے اسلام کو چیلنج کرتے ہیں، ہم انہیں کافر قرار دے دیتے ہیں، نماز ہم پڑھتے نہیں ہیں، پڑھتے ہیں تو زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں تو روزے نہیں رکھتے اور اگر یہ تمام کام کر بھی لیں تو شائستگی اور صفائی ہمارے قریب سے نہیں گزرتی، ہم اس رسول کو مانتے ہیں جنہوں نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے دانت صاف کئے تھے، جنہوں نے زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا، جو اپنے ہاتھ سے جوتے گانٹھتے تھے، جو اپنی صاحبزادی کو دیکھنے کے لئے بہانے بہانے سے ان کے گھر جاتے رہتے تھے، جو یتیم کے سر پر ہاتھ رکھتے تھے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے، جو اس قدر ایماندار تھے کہ ان پر ایمان نہ لانے والوں، ان کو کعبے کے سائے سے اٹھا دینے والوں اور ان پر سجدوں کے دوران اوجڑیاں رکھنے والوں کو بھی جب امانت رکھوانا ہوتی تو وہ بے اختیار ''محمدؐ'' ''محمدؐ'' پکار اٹھتے تھے۔ ایک بدو مسجد نبویؐ کے کونے میں پیشاب کررہا تھا صحابہؓ اسے روکنے کے لئے دوڑے تو آپؐ نے ان سے کہا نہیں پہلے اسے فارغ ہو لینے دو۔ غیر مسلم مہمان آئے تو آپؐ نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرا دیا، ایک مہمان کا پیٹ خراب تھا، اس نے بستر خراب کردیا، صحابہؓ نے اگلے دن اللہ کے آخری نبیؐ کو وہ گندا بستر دھوتے دیکھا، یہ ہے اسلام۔ ایک بے روزگار شخص آیا آپؐ نے اس کا پیالہ اور کمبل فروخت کیا، کلہاڑا منگوایا، اس میں دستہ ٹھوکا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور آزاد اور خود مختار زندگی گزارو، یہ ہے اسلام۔ آپؐ نے فرمایا، جب بھی چلو راستے کے دائیں جانب چلو نظریں جھکا کر رکھو اور راستے کے اینٹ پتھر ہٹاتے ہوئے چلو، یہ ہے اسلام۔ ایک دن بڑھیا نے کوڑا نہ پھینکا تو اس کی خیریت معلوم کرنے چلے گئے اور فتح مکہ کے دوران اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابوسفیان کے گھر کو دارالامان قرار دے دیا اور جب وہ حبشی سامنے آیا جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکالا تھا تو اسے بھی معاف کردیا اور جب دنیا سے پردہ فرمایا تو اس پورے کرہ ارض پر کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو یہ کہتا، محمدؐ نے میرا دل دکھایا تھا، یہ ہے اسلام، مگر ہم لوگ چرس پی کر بلیو ایریا میں رائفل لہرا کر اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں، ہمارے کریکٹر کی حالت یہ ہے سکندر کی ماں اسے عاق کردیتی ہے مگر وہ رائفل لہرا کر ریاست کو حکم دیتا ہے ''فوراً اسلام نافذ کرو'' کیا اس ملک میں اسلام پر اس سے زیادہ ظلم ہوسکتا ہے، مجھے سکندر کے ہاتھ میں رائفل اور ہونٹوں پر اسلام دیکھ کر یہ مذہب بے چارہ بھی لگتا ہے اور مظلوم بھی۔

(روزنامہ ایکسپریس 25/اگست 2013ء)

دعا کی نامقبولیت

اوریا مقبول جان اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ لیکن دعائیں کیوں قبول نہیں ہورہیں۔ کیا ناراضگی کا عالم اس قدر شدید ہوچکا ہے۔ ہاں شاید ایسا ہی ہے اس لئے کہ جب میرے اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگنے اور موم بتیاں جلانے، مذمتی قرارداد پاس کرنے، احتجاجی ریلی نکالنے میں کوئی فرق باقی نہ رہے۔ جب دعا ایک تقریب (Event) بن جائے تو دل خوف سے کانپ اٹھتا ہے۔ اس بستی کے لوگوں کو حالت عذاب میں بھی اللہ کی طرف لوٹنا نہیں آیا۔ لیکن دعا جسے اللہ عبادت کا مغز کہتا ہے، جو ندامت کے آنسوؤں اور توبہ کی شرمندگی کے ساتھ ہونی چاہئے تھی۔ کیمروں کی چکا چوند میں ہوگی تو پھر مقبول عوام تو شاید ہوجائے، مقبول بارگاہ الٰہی نہیں۔ اللہ کی طرف لوٹ جانے کے آداب ہوتے ہیں۔ پہلا قرینہ یہ ہے۔ تسلیم کرلیا جائے کہ ہم بے بس ہیں مجبور ہیں، کم مایہ ہیں، تیرے غضب سے ڈرتے ہیں، صرف تیری رحمت سے امید رکھتے ہیں اور اس بات پر کامل ایمان رکھتے ہیں کہ تو ہی ہمارے حالات بدل سکتا ہے۔ چیختے چنگھاڑتے بیانات اور مضطرب عوام کے درمیان مجھے کچھ ایسے چہرے بھی دکھائی دے رہے ہیں، جو آنے والوں دنوں کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ جنہیں معلوم ہے کہ ابھی سٹیج سے پردہ سرکایا گیا ہے، موت کا کھیل تو ابھی شروع بھی نہیں ہوا۔

(روزنامہ دنیا 13/اکتوبر 2012ء)

نظام اور ٹیکنالوجی

اوریا مقبول جان اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

وہ ممالک جن میں دہشت گردی ہوتی ہے، ہر روز انسان موت کے گھاٹ اتارے جاتے ہیں۔ ہنستے بستے شہر چند برسوں میں اجڑی بستیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ، روز ایک نیا ماتم، روز ایک نیا فساد! یوں لگتا ہے پورا ملک قتل گاہ بن گیا ہے۔ سید الانبیاء ﷺ کی اس حدیث مبارک کے مصداق، جس کا مفہوم یہ ہے کہ مارنے والے کو پتہ نہیں ہوگا کہ وہ کیوں مار رہا ہے اور مرنے والے کو خبر نہ ہوگی کہ وہ کیوں قتل ہو رہا ہے۔ میرا ملک بھی ایسی ہی قتل گاہوں میں سے ایک بن چکا ہے۔ ہم روز اپنے دشمن کو پہچانتے ہیں، کبھی اس پر قابو پانے کے لئے طاقت استعمال کرتے ہیں اور کبھی اس سے مذاکرات کرنے کے لئے کوشاں ہو جاتے ہیں۔ وائے افسوس! ہمیں اس طرف کامیابی ملتی ہے نہ دوسری طرف۔ شاید اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے شروع دن سے ہی اپنے دشمن کی پوری طرح شناخت نہیں کی۔ یہ دشمن وہ ہے جس کے بارے میں میرے آقا ﷺ نے فرمایا تھا کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک اللہ نے اس سے بڑا فتنہ پیدا نہیں کیا۔ آپ تشہد یعنی التحیات کے آخر میں اکثر اللہ سے مسیح دجال کے فتنے سے پناہ کی دعا مانگتے تھے۔ جوں جوں وہ وقت قریب آ رہا ہے، دجالی نظام کی طاقت میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ نظام ٹیکنالوجی کا پرکشش بت تخلیق کر چکا ہے جس کے پجاری دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں۔ اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے والے انسانوں کی کمی نہیں۔

(روزنامہ دنیا 7 ستمبر 2013ء)

برازیل میں حضرت عیسیٰؑ کا انتظار

اشتیاق بیگ برازیل کے شہر ریو ڈی جنیرو کے سفر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

Rio کی لینڈ مارک یعنی پہچان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ دیوہیکل مجسمہ ہے جو شہر کے بلند ترین پہاڑ Corcovado پر نصب ہے، اس پہاڑ سے پورے شہر کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ 1930ء میں نصب کئے جانے والے اس مجسمے کو اقوام متحدہ نے آرٹ کا سب سے بڑا شاہکار اور ثقافتی ورثہ قرار دیا ہے جبکہ برازیل کے لوگ اسے دنیا کا ساتواں عجوبہ قرار دیتے ہیں، یہ ممکن ہی نہیں کہ لوگ Rio آئیں اور اس مجسمے کو نہ دیکھیں اسی لئے اس شہر میں آنے کے بعد میں نے سب سے پہلے اس مجسمے کو دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ انتہائی بلندی پر ہونے کے باعث یہ مجسمہ زیادہ تر بادلوں میں گھرا رہتا ہے مگر میں اس لحاظ سے خوش قسمت رہا کہ جس دن میں مجسمہ دیکھنے گیا تو آسمان بادلوں سے صاف تھا اور 125 فٹ بلند آرٹ کا یہ شاہکار مجسمہ صاف نظر آ رہا تھا۔ مجسمے کو اس انداز میں نصب کیا گیا ہے کہ اس کا رخ شہر کی جانب ہے۔ گائیڈ نے مجھے بتایا کہ یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شہر کی طرف دیکھ رہے ہیں، ان کی نظروں میں شہر کے تمام مکین برابر ہیں اور وہ اس شہر کو قدرتی آفات سے بچائے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں کا اس بات پر بھی یقین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن اس مقام پر نمودار ہوں گے۔ واضح ہو کہ مسلمانوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا گیا تھا اور وہ ایک دن حضور اکرم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے اس دنیا میں واپس آئیں گے۔ مجسمے کے نیچے ایک مسیحی عبادت گاہ بھی قائم ہے جہاں آنے والے لوگ عبادت کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ اس مجسمے کو دیکھنے عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ بھی یہاں تشریف لا چکے ہیں۔

(روزنامہ جنگ 21 نومبر 2012ء)

آئن سٹائن چاہیے

انتظار حسین اپنے کالم بندگی نامہ میں لکھتے ہیں۔

ہمارے ٹی وی چینلوں کے پروگراموں کی دھوم تو بہت ہے مگر علمی و ادبی حلقے بدستور شاکی بلکہ نالاں چلے آ رہے ہیں کہ ان میں سے کسی چینل پر کوئی سنجیدہ علمی یا ادبی پروگرام ہوتے نہیں دیکھا گیا۔

اس پر کسی ستم ظریف نے ہمیں یاد دلایا کہ یہ تو وہی شکایت ہے جو اب سے کتنے سال پہلے کشور ناہید نے اپنے کالم میں کی تھی اور جس پر آپ نے کالم باندھا تھا۔ بس ان کے ایک ہی بیان سے آپ دامن بچا کر نکل گئے۔ انہوں نے فلمی گانوں کے مقابلوں کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا تھا کہ ”فلمی گانے سن کر انعام دینے سے تو آئن سٹائن پیدا نہیں ہوتے۔“

ایک تقریب میں اشفاق صاحب تقریر کر رہے تھے۔ افسوس کے لہجہ میں کہنے لگے کہ پاکستان کو قائم ہوئے پینتالیس سال سے اوپر ہو گئے ہیں۔ اتنے عرصے میں یہاں دس بارہ برٹرنڈ رسل تو پیدا ہو ہی جانے چاہئے تھے۔ مگر ہوئے نہیں۔ سچی بات ہے یہ سن کر ہمیں بھی تعجب ہوا اور افسوس بھی ہوا کہ نصف صدی کیا اب تو پاکستان کو بنے پون صدی گزر چکی ہے مگر رسل نام کی مخلوق پیدا ہوئی نہ کسی آئن سٹائن کا ظہور ہوا۔ پیدا کون ہوئے۔ خودکش بمبار، جو پیدا نہیں ہو سکا اس پر کف افسوس ملنا بے سود ہے۔ باقی یہ کہ پیدا ہونے والے کو پیدا ہونے سے کون روک سکتا ہے۔

ارے ہاں یاد آیا۔ ہمارے یہاں خودکش بمباروں سے پہلے بھی ایک شے پیدا ہوئی تھی۔ ڈاکٹر عبدالسلام۔ دیکھئے بات سے بات نکلتی ہے۔ کشور ناہید نے آئن سٹائن کا نام لیا اور اشفاق احمد نے برٹرنڈ رسل کا تو ہمیں ڈاکٹر عبدالسلام یاد آ گئے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

مگر ڈاکٹر عبدالسلام ہمیں پچے نہیں۔ وہ تو ہمارے پاکستان کے لئے سانپ کے منہ کی چھچھوندر بن گئے۔ نہ نگل سکیں نہ اگل سکیں۔ مگر آخر کو اسے اگلنا ہی قرار پایا۔ اچھا ہی کیا۔ بعض پیدائشیں قوموں کیلئے اچھی خاصی آزمائش بن جاتی ہیں۔ پیدائش کے بعد ایک نیا دردزہ شروع ہو جاتا ہے۔ بیچارہ پیدا ہونے والا پیدا ہو کر خود پچھتاتا ہے۔ کسی بھلی سی نظم کا ایک مصرعہ یاد آیا۔

رحم مادر سے نکلنا مرا بے سود ہوا

ہاں یاد آیا۔ یہ تو زاہد ڈار کی نظم کا مصرعہ ہے۔ عجب بات ہے۔ یہ مصرعہ تو الکندی کو کہنا چاہئے تھا۔ مگر کہا زاہد ڈار نے اصل میں ابھی پچھلے دنوں ظفر سہیل اپنی تصنیف لطیف ”مسلم فلسفہ کا تاریخی ارتقاء: الکندی سے ابن خلدون تک“ ہمارے ہاتھ میں پکڑا گئے۔ ویسے تو ہم محمد کاظم کی لکھی ہوئی ”مسلم فلسفی کی تاریخ“ پڑھ چکے تھے۔ مگر اس کتاب میں فلسفہ کے فروغ کے ساتھ یہ ذکر بھی ہے کہ ان فلسفیوں کے ساتھ سلوک کیا ہوا ایک نقشہ دیکھئے:

”ایک بزرگ جس کی داڑھی سفید تھی۔ چال میں بلا کی متانت بھی تھی اور چہرے پر وقار تھا۔ جب وہ ہجوم سے بھرے میدان کے بیچوں بیچ پہنچ گیا تو اسے گھٹنوں کے بل بیٹھنے کا حکم دیا گیا اور جب وہ سر کو ذرا آگے کی طرف جھکا کر بیٹھ گیا تو عامل نے اس کوڑا بردار سیاہ فام چمکتے ہوئے جسم والے حبشی کو آنکھ کا اشارہ کیا۔ اس نے کوڑے کو فضا میں لہرایا...... جیسے ہی وہ کوڑا اس بزرگ کی پیٹھ پر پڑا۔ اس کے منہ سے آہ کی آواز بلند ہوئی اور ہجوم نے خوشی کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے...... یہ ابو یوسف یعقوب ابن اسحٰق الکندی ہے۔ مسلم دانشوروں کے قافلہ کا پہلا مسافر۔“

ظفر سہیل بتاتے ہیں کہ پھر الکندی نے عوام الناس سے کنارہ کشی کر کے زہد اور خلوت گزینی کو شعار کر لیا تنہائی اور بے خوابی کے اسے دورے پڑنے لگے۔ اسی عالم میں ستر بہتر سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔

(روزنامہ ایکسپریس 27 ستمبر 2013ء)

بقیہ از صفحہ 4

(three pronged) حکمت عملی اپنائی تھی۔ آپؐ اس حکمت عملی میں مکمل طور پر کامیاب ہوئے تھے۔

☆ دشمن کو مدینہ یعنی اپنے base سے دور رکھنا

☆ دشمن کو اقتصادی طور پر غیر محفوظ کرنا۔

☆ مقامی قبائل سے معاہدے کر کے پورے علاقے سے قریش کے اثر و رسوخ کو ختم کرنا۔

ہجرت سے لے کر غزوہ بدر تک کا درمیانی عرصہ مسلمانوں کی کمزوری کا عرصہ تھا۔ اس عرصہ میں مسلمان تعداد، مال، رسد و رسائل اور ہتھیاروں میں بہت کمزور تھے۔ ان کمزوریوں کے باوجود رسول پاکؐ کی اعلیٰ قیادت کے سبب مسلمان اتنی مشکلات کے باوجود ہر مرحلے میں نہ صرف کامیاب ہوئے بلکہ انہوں نے دنیا سے اپنی طاقت کا لوہا بھی منوالیا۔

الف متین

ماں کی طرح چاہنے والی ساس

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

ایف۔اے کرنے کے بعد میری شادی ہوئی۔ میرے سسر جناب محمد احمد ثاقب صاحب واقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں پروفیسر تھے۔ میں نے انہیں بھی اپنے والد کی طرح ہی جانا اور خوب خدمت کی۔ سسرال میں ماحول کا فرق لگا لیکن میں نے خاص طور پر اپنی خوشدامن محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کو روایتی ساسوں سے بہت ہٹ کر پایا۔ وہ پیار کرنے والی ایک دعا گو اور مشفق خاتون تھیں۔ سادہ مزاج اور قناعت پسند تھیں بہوؤں اور بیٹیوں سے بے جا روک ٹوک انہیں پسند نہیں تھی۔ نماز روزے کی پابند، نیک دل اور خدمت گزار بزرگ خاتون تھیں۔ گاؤں میں غیر از جماعت بچوں کو قرآن کریم پڑھاتیں۔ ربوہ میں بھی یہ نیک کام جاری رہا۔ ان کا وجود باعث رحمت و برکت تھا۔ مجھے گھر کے کام کاج کا تجربہ نہ تھا۔ یہ ان کی محبت تھی کہ میں نے گھر کے تمام کام بے حد شوق اور لگن سے کئے اور کوئی نہ جان سکا کہ یہ کام میں نے پہلے کبھی نہ کئے تھے۔ امی جان مجھ سے بہت خوش تھیں اور میں نے ان کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

میرے میاں انجینئر تھے میں شادی کے جلد بعد ہی اپنے میاں کے ساتھ لیبیا چلی گئی۔ ہم چند سال بعد پاکستان شفٹ ہو گئے۔ میرے سسرال والے ٹھٹھہ اور کراچی میرے ہاں آتے۔ میں ان کی خوب خاطر و مدارات کرتی اور سیریں کرواتی۔ ان کی بیماری کے دوران ان کی ساتوں بیٹیاں اور چاروں بیٹے ملک سے اور بیرون ملک سے ربوہ پہنچ گئے۔ ہم خوش قسمت تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی خدمت کا موقع دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم کتنی ہی کوشش کریں ہم اپنے والدین کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ان کی کمر میں شدید درد تھی۔

آپ 15 اکتوبر 2013ء کو وفات پا گئیں۔

وہ خوش قسمت تھیں کہ محترمہ بی بی متین صاحبہ بنت حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کی نماز جنازہ ایک ہی وقت ادا کی گئی۔ یہ جمعہ اور عیدالاضحیٰ کا مبارک دن تھا۔ آپ موصیہ تھیں۔ بفضل اللہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اولادیں ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے والی ہوں۔ آمین

☆ ☆ ☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کا بدلہ

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب و گیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے۔ اس نے بادل میں سے آواز سنی کہ اے بادل فلاں انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا۔ پتھریلی سطح مرتفع پر بارش برسی۔ پانی ایک چھوٹے سے نالے میں بہنے لگا۔ وہ شخص بھی اس نالے کے کنارے کنارے چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالہ ایک باغ میں جا داخل ہوا ہے اور باغ کا مالک کدال سے پانی ادھر اُدھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے۔ اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے تمہارا کیا نام ہے؟ اُس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے اس بادل سے سنا تھا پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے تم مجھ سے میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے کہا میں نے اس بادل میں سے جس کی بارش کا تم پانی لگا رہے ہو یہ آواز سنی تھی کہ اے بادل فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ تم نے کونسا ایسا نیک عمل کیا ہے جس کا یہ بدلہ تجھ کو ملا ہے؟ باغ کے مالک نے کہا۔ اگر آپ پوچھتے ہیں تو سنیں۔ میرا طریق کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں ایک تہائی حصہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزارہ کے لئے رکھتا ہوں اور باقی حصہ دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔“ (صحیح مسلم)

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ اپنے عطایاجات ہسپتال کی مد امداد نادار مریضاں و ڈویلپمنٹ میں بھی بھجوائیں اور صدر انجمن احمدیہ میں بھی بھجوائیں اور دکھی انسانیت کی خدمت میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں بے شمار برکتیں نازل فرمائے۔ آمین

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

درخواست دعا

مکرمہ انعم عروج صالحہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری وقار احمد گھمن صاحب 368/T.D.A ضلع لیہ تحریر کرتی ہیں کہ میرا بیٹا سعد احمد وقار واقف نو کچھ عرصہ سے ایک بازو اور ایک ٹانگ میں کمزوری کی وجہ سے صحیح طور پر چلنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح میرے خاوند کے والدین کی بھی بلڈ پریشر اور کمزوری کی وجہ سے صحت اچھی نہیں رہتی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں کو صحت سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم محمد نواز لنگاہ صاحب معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 11 ستمبر 2014ء کو خاکسار اور میری اہلیہ ثانی مکرمہ پروین صبا صاحبہ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام تمثیل احمد عطا فرماتے ہوئے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب ولد مکرم چوہدری کامل دین صاحب کا پوتا اور ننھیال کی طرف سے مکرم سردار خان کریم بخش صاحب سہرانی بلوچ سابق صدر جماعت بیت ناصر آباد ضلع مظفر گڑھ کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم سہیل احمد بٹ صاحب محمود آباد کراچی تحریر کرتے ہیں۔

مکرم خالد وقار صاحب گلستان جوہر کراچی مختصر علالت کے بعد مورخہ 23/اگست 2014ء کو وفات پا گئے۔ اسی روز بعد نماز عشاء بیت النور میں مکرم محمد تبسم صاحب مربی ضلع کراچی نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد آپ ہی نے دعا کرائی۔ مرحوم ملنسار، خوش اخلاق، عاجز اور مہمان نواز تھے۔ مختلف عہدوں پر جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ دفتر میں نماز جمعہ کے دوران سیکیورٹی کے فرائض احسن رنگ میں سرانجام دیتے نیز دیگر خدام کو بھی متحرک رکھتے جب بھی جمعہ کے روز دفتر سے چھٹی کرتے خاکسار کو فون پر سیکیورٹی کے حوالہ سے ضروری امور سے آگاہ کر دیتے تھے۔ مجلس ھذا کے سالانہ اجتماعات کے انعقاد میں مرحوم کا کردار نمایاں رہا وقتاً فوقتاً مجلس کے امور میں بہتری کیلئے بھی رہنمائی کرتے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اہل خانہ کو صبر جمیل دے۔ آمین

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جا سکتی ہے

17۔اکتوبر2014ء

5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم و درس حدیث
5:55 am	یسرنا القرآن
6:20 am	بیت الغفور کا افتتاح 18 مارچ 2012ء
7:40 am	جاپانی سروس
8:40 am	ترجمۃ القرآن کلاس
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم و درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	بیت الامن کا افتتاح 4 مارچ 2012ء
12:55 pm	سرائیکی سروس
1:25 pm	راہ ہدیٰ
2:55 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	دینی و فقہی مسائل
4:35 pm	درس حدیث
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
6:15 pm	سیرت النبی ﷺ
7:00 pm	تلاوت قرآن کریم
7:10 pm	یسرنا القرآن
7:35 pm	Shotter Shondhane
8:40 pm	دعائے مستجاب
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔اکتوبر2014ء
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	بیت الامن کا افتتاح

18۔اکتوبر2014ء

	ریئل ٹاک
1:20 am	دینی و فقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔اکتوبر2014ء
3:20 am	راہ ہدیٰ
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم و درس حدیث
5:45 am	یسرنا القرآن
6:10 am	بیت الامن کا افتتاح
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔اکتوبر2014ء
8:25 am	راہ ہدیٰ
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم و درس ملفوظات
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	حضور انور کا خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 23۔اگست 2008ء
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:35 pm	سوال و جواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔اکتوبر2014ء
5:15 pm	تلاوت قرآن کریم
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	انتخاب سخن Live
7:05 pm	بنگلہ سروس
8:10 pm	کچھ یادیں کچھ باتیں
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live
10:35 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	جلسہ سالانہ جرمنی

19۔اکتوبر2014ء

12:30 am	فیتھ میٹرز
1:30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:00 am	راہ ہدیٰ
3:35 am	سٹوری ٹائم
3:55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔اکتوبر2014ء
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم و درس ملفوظات
5:55 am	الترتیل
6:25 am	جلسہ سالانہ جرمنی
7:30 am	سٹوری ٹائم
7:55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔اکتوبر2014ء
9:05 am	کچھ یادیں کچھ باتیں
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم و درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	حضور انور کے ساتھ طلباء کی ایک نشست 19 جنوری 2013ء
2:00 pm	سوال و جواب 12 مئی 1996ء
3:00 pm	عصر حاضر Live
4:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30۔اگست 2013ء (سپینش ترجمہ)
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم و درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔اکتوبر2014ء
7:10 pm	Shotter Shondhane
8:30 pm	رفقائے احمد
9:00 pm	پریس پوائنٹ
10:20 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	حضور انور کے ساتھ طلباء کی ایک نشست

مارخور۔قومی جانور

مارخور جنگلی بکرے کی ایک قسم کا چرندہ ہے جو پاکستان میں گلگت بلتستان، ضلع چترال، وادی کیلاش اور وادی ہنزہ سمیت دیگر شمالی علاقوں کے علاوہ وادی نیلم کے بالائی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ مارخور بھارت، افغانستان، ازبکستان، تاجکستان اور کشمیر کے کچھ علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔قدرتی وسائل کی حفاظت کی عالمی تنظیم IUCN کے مطابق مارخور کا شمار ان جانوروں میں ہوتا ہے جن کا وجود خطرے میں ہے۔یہ نایاب حیوان پاکستان کا قومی جانور ہے۔

مارخور کا نام تھوڑا عجیب ہے۔فارسی زبان میں ''مار'' سانپ اور ''خور'' سے مراد ہے کھانے والا، یعنی ''سانپ کھانے والا جانور'' یہ گھاس چرنے والا ایک جانور ہے اور سانپ نہیں کھا سکتا۔اس کی وجہ تسمیہ شاید اس کے بل دار سینگوں کی سانپ سے مشابہت ہوسکتی ہے یا اس جانور کا سانپوں کو مارنا۔مقامی لوک کہانیوں کے مطابق مارخور سانپ کو مار کر اس کو چبا جاتا ہے، اور اس جگالی کے نتیجے میں اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے، جو نیچے گر کر خشک اور سخت ہو جاتی ہے۔لوگ یہ خشک جھاگ ڈھونڈتے ہیں اور اس کو سانپ کے کاٹنے کے علاج میں استعمال کرتے ہیں۔

مارخور کا قد 65 تا 115 سینٹی میٹر، لمبائی 132 تا 186 سینٹی میٹر اور وزن 32 تا 110 کلوگرام تک ہوتا ہے۔مارخور کا رنگ سیاہی مائل بھورا ہوتا ہے اور ٹانگوں کے نچلے حصے پر سفید و سیاہ بال ہوتے ہیں۔نر اور مادہ دونوں کے سینگ بل دار ہوتے ہیں، جو سر کے قریب بالکل ساتھ ساتھ جبکہ اوپر کی طرف بڑھتے ہوئے الگ ہو جاتے ہیں۔نر کے سینگ 160 سینٹی میٹر اور مادہ کے سینگ 25 سینٹی میٹر تک ہو سکتے ہیں۔مارخور کے جسم کی بُو عام گھریلو بکرے کے مقابلے میں بہت تیز ہوتی ہے۔

یہ پہاڑی علاقوں میں رہنے والا جانور ہے اور 600 سے 3600 میٹر تک کی بلندی پر پایا جاسکتا ہے۔ان کی خوراک موسم کے ساتھ تبدیل ہوتی ہے۔موسم گرما اور بہار میں یہ گھاس چرتے ہیں جبکہ سردیوں میں درختوں کے پتے کھاتے ہیں۔مارخور ریوڑ کی شکل میں رہتے ہیں جس کی تعداد 9 تک ہوتی ہے۔ان کی آوازیں بکری سے ملتی جلتی ہوتی ہیں۔

اب تک مارخور کی تین اقسام عالمی طور پر تسلیم کی جاسکتی ہیں۔استور مارخور، کشمیری مارخور اور پیر پنجال مارخور۔

بھارت میں پیر پنجال پہاڑی سلسلے اور جموں کشمیر کی متنازعہ سرحد پہ پایا جاتا ہے۔بلتستان، کوہستان اور ہنزہ کے علاقوں میں اس کی کثرت ہے۔اس کے علاوہ بخارائی مارخور، کابلی مارخور بھی اس کی اقسام بتائی جاتی ہیں۔کابلی مارخور صوبہ کابل کے انتہائی دور دراز اور نارسا علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔پاکستان میں بھی ان کی آبادی بلوچستان کے دور دراز مقامات، صوبہ خیبر پختونخوا اور پنجاب میں ڈیرہ غازی خان کے علاقوں میں ہے۔

مارخور کو ٹیکساس کے علاقے میں نجی شکارگاہوں میں رکھنے کے لئے بھی استعمال کیا جانے لگا ہے۔پاکستان کا قومی جانور ہونے کے علاوہ مارخور ان 72 جانوروں میں شامل ہے جن کی تصاویر عالمی تنظیم برائے جنگلی حیات (WWF) کے 1976ء میں جاری کردہ خصوصی سکوں کے مجموعے میں شامل ہے۔

(روزنامہ دنیا 20 ستمبر 2014ء)

درخواست دعا

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

محترمہ امۃ الشافی سیال صاحبہ بنت حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال گردوں کے عارضہ کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔احباب جماعت سے ان کی کامل و عاجل شفایابی اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

لونگ۔مقوی ہاضمہ

لونگ کا درخت درمیانے قد کا سدا بہار پیڑ ہوتا ہے۔لونگ دراصل اس خوبصورت پیڑ کی ایک خشک اور بند کلی ہے۔یہ درخت سیدھے تنے کے ساتھ 10 سے 12 میٹر بلند ہوتا ہے۔اس کے پتے لمبے نوکیلے اور خوشبودار ہوتے ہیں۔لونگ کا انگریزی نام (Clove) فرانسیسی لفظ (Clov) اور انگریزی لفظ (Clout) سے لیا گیا ہے۔دونوں کے معنی میخ کے ہیں۔لونگ چین اور برصغیر میں پرانے وقتوں سے زیر استعمال ہے۔لونگ میں بہت سے طبی خواص پائے جاتے ہیں۔یہ خواص اس میں اڑ جانے والے تیل کی بدولت ہوتے ہیں۔یہ تیل محرک، ہاضم، اینٹی سپٹک اور دافع تشنج ہوتا ہے۔اس کا جوشاندہ ہاضم دوا کی حیثیت سے پینا چاہئے۔بھونے ہوئے لونگوں کا سفوف شہد ملا کر کھانا، تے پر قابو پانے میں مؤثر طریقے سے مدد کرتا ہے۔ایک لونگ یا لونگ کے تیل میں بھگو کر روئی کا چھوٹا سا ٹکڑا درد دانت کے خلا میں رکھیں اس سے درد دُور ہو جائے گا۔

لونگ اور نمک میں دودھ ملا کر پیسٹ تیار کریں۔یہ پیسٹ پیشانی پہ لگانے سے لونگ درد کم کرتا ہے جبکہ نمک رطوبت جذب کر کے تناؤ دور کرتا ہے۔

لونگ کا ایک دانہ خوردنی نمک کی ایک چٹکی کے ساتھ چبایا جائے تو بلغم کے اخراج میں آسانی ہوجاتی ہے۔گلے کی خراش کم ہوجاتی ہے اور کھانسی رک جاتی ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 11۔اکتوبر

طلوع فجر	4:47
طلوع آفتاب	6:06
زوال آفتاب	11:55
غروب آفتاب	5:44

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

11۔اکتوبر 2014ء

6:10 am	بیت الامن کا افتتاح
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر 2014ء
8:20 am	راہ ہدیٰ
12:00 pm	حضور انور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ یوکے 26 جولائی 2008ء
4:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر 2014ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

ایک نام مغل کیٹرنگ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238

الرحمن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمن فون دفتر: 6214209
Skype id:alrehman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

STAFF REQUIRED
Skylite Communications requires staff for its Rabwah Office for the following posts:
1. HR MANAGER
Qualification: MBA (Human Resource Management)
Experience: Minimum of 5 Years as an HR Manager
2. CUSTOMER SUPPORT REP
Qualification: Minimum Graduation Required Well Versed in English, Good Computing & Communication Skills, IELTS more than 6 Bands will be a plus.
Experience: 2 to 3 Years in the relevant field
Interested candidates should send their CV at Jobs@skylite.com along with their documents and an introductory letter from their Jama'at.

FR-10